10523 ـ لہك كر لمبى آواز ميں اذان دينا

سوال

اذان ميں حرف علت كو لمبا كرنے اور سر لگا كر اذان دينے كا حكم كيا ہے، گانے كى حرمت والى حديث اس پر اجرت لينے كى حرمت بھى ثابت كرتى ہے، كيا بعينہ اذان ميں سر لگانا اور گانا حرام ہے يا نہيں ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

اذان ميں گانا اور سر لگانا اور طرب كے ساتھ اذان كہنا جائز نہيں، ليكن يہ گانے بجانے كى حرمت جيسى نہيں ہے، بلكہ كراہت اور حرمت كے مابين متردد ہے، ليكن اگر ايسا كرنے سے معنى ہى بدل جائے تو پھر حرام ہو گى.

1 ـ زين الدين عراقى رحمہ اللہ تعالى كہتے ہيں:

خوش آواز نرمى اور درستگى كے ساتھ اذان كہنا مستحب ہے، .... اور سر لگا كر لہك اور لمبا كر كے اور طرب كے ساتھ يعنى گا كر اذان كہنا مكروہ ہے، كيونكہ ايك شخص نے ابن عمر رضى اللہ تعالى عنہما سے عرض كى ميں آپ سے اللہ كے ليے محبت كرتا ہوں، تو ابن عمر رضى اللہ تعالى عنہما نے جواب ديا:

ميں تجھ سے اللہ كے ليے ناراض ہوں اور تجھ پر غصہ ركھتا ہوں، كيونكہ تم اذان ميں بغاوت كرتے ہو.

حماد رحمہ اللہ كہتے ہيں يعنى طرب كے ساتھ گا كر اذان ديتے ہو.

2 ـ ولى الدين عراقى كا كہنا ہے:

الشاشى نے " المعتمد " ميں كہا ہے كہ:

صحيح اور درست يہ ہے كہ اس كى آواز ميں نرمى اور حزن ہو نہ كہ آواز ميں سختى اور ديہاتيوں والى درشتى، اور نہ ہى تكلف كے ساتھ مردوں جيسى نرمى ہو...

صاحب " الحاوى " كہتے ہيں: حد سے بڑھنا يہ ہے كہ كلام ميں تفخيم يعنى مونہہ بھر كر بولنا اور الفاظ موٹے كرنا، اور باچھيں پھيلانا بغى اور حد سے تجاوز كرنا ہے.

وہ كہتے ہيں: اذان ميں لحن يعنى سر لگانا مكروہ ہے كيونكہ يہ فہم سے خارج كر ديتى ہے، اور سلف رحمہ اللہ تعالى

نے اس سے اجتناب کیا ہے، بلکہ بعد میں آنے والوں نے اس کی ایجاد کی.

دیکھیں: طرح التثریب (3 / 118 ـ 120).

3 ـ ابن الحاج کہتے ہیں: فصل:

اذان میں لحن اختیار کرنے کی ممانعت کا بیان:

اسے خود بھی لحن یعنی سر لگا اور گا کر اذان دینے سے باز رہنا چاہیے اور دوسروں کو بھی گانے کی مشابہت کرنے سے منع کرے، یہ تو اس وقت جب یہ اکٹھے ہو کر باجماعت میں نہ ہو، وہ سب گا کر طرب کے ساتھ جو گانے کے مشابہ ہو ایسا کریں حتی کہ یہ بھی علم نہ ہو کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں اور اذان کے الفاظ کا بھی علم نہ رہے، صرف آوازیں کم اور زیادہ ہوں، یہ ایسی بدعت ہے جو ابھی کچھ مدت قبل ہی وجود میں آئی ہے جو بعض امراء نے اپنے بنائے ہوئے مدرسہ میں ایجاد کی اور پھر دوسری جگہ پر بھی سرایت کر گئی اور اس دور میں شام میں جو اذان کہی جارہی ہے یہ ایك قبیح بدعت ہے.

جبکہ اذان کا مقصد تو نماز کے لیے پکار اور اعلان ہے، اس لیے اس کے الفاظ کی سمجھ آنا ضروری ہے، لیکن آج کل جو اذان دی جارہی ہے اس کی سمجھ ہی نہیں آتی کیونکہ اس میں گانے وغیرہ کے الفاظ ملا لیے گئے ہیں اور پھر حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" جس نے بھی ہمارے اس دین میں کوئی نئی چیز ایجاد کی جو اس میں سے نہیں تو وہ مردود ہے "

اور امام ابو طالب مکی اپنی کتاب میں رقمطراز ہیں:

اذان میں جو لحن اور سر لگانا اور گا کر اذان دینا ایجاد کر لیا گیا ہے وہ حد سے تجاوز اور بغاوت ہے، ایك مؤذن نے ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے کہا:

میں آپ سے اللہ کے لیے محبت کرتا ہوں.

تو ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اسے فرمایا:

" لیکن میں تجھ سے اللہ کے لیے ناراضگی رکھتا ہوں.

وہ شخص کہنے لگا: اے ابو عبدالرحمن وہ کیوں ؟

تو ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے جواب دیا:

" کیونکہ تم اذان میں بغاوت کرتے ہو، اور اس کی اجرت لیتے ہو.

اور ابوبکر آجری رحمہ اللہ تعالی کہا کرتے تھے:

میں بغداد سے نکلا کیونکہ میرے لیے وہاں رہنا حلال نہ تھا اس لیے کہ انہوں نے ہر چیز میں بدعت ایجاد کر لی تھی، حتی کہ قرآت قرآن اور اذان میں بھی، یعنی اجرت لیتے، اور لحن کے ساتھ اذان کہتے تھے. انتہی

دیکھیں: المدخل: (2 / 245 ـ 246).

4 ـ " المدونۃ " میں ہے:

اذان میں طرب اختیار کرنا مکروہ ہے، اور " الطراز " میں ہے: تطریب یعنی طرب اختیار کرنا یہ ہے کہ:

آواز کٹنا اور اسے میں لڑکھڑاہٹ پیدا کرنا تطریب ہے، اس کی اصل خفت اور نرمی ہے جو شدت فرح یا پھر غم کی شدت سے پیدا ہوتی ہے جو کہ اضطراب یا طربہ ہے.

اور " العتبیۃ " میں ہے: اذان میں تطریب اختیار کرنا منکر ہے، ابن حبیب کہتے ہیں: اسی طرح بغیر کسی تطریب کے تحزین بھی، حروف میں امالہ اور ان میں سر پیدا نہیں کرنا چاہیے، اس میں سنت یہ ہے کہ آواز بلند ہو، اور حدر کے ساتھ اذان کہی جائے. انتہی

اور ابن فرحون کہتے ہیں:

تطریب یہ ہے کہ: الف مقصورہ والا حرف لمبا کرنا، اور الف ممدودہ والا حرف چھوٹا کرنا.

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک شخص کو طرب کے ساتھ اذان کہتے ہوئے سنا تو کہنے لگا:

اگر عمر رضی اللہ تعالی عنہ زندہ ہوتے تو تیرے جبڑے اکھیڑ کر رکھ دیتے. انتہی

اور ابن ناجی کہتے ہیں:

تطریب مکروہ ہے؛ کیونکہ یہ خشوع اور وقار کے منافی ہے، اور یہ گانے کی طرف لے جاتی ہے، اگر زیادہ تطریب نہ ہو تو یہ مکروہ ہے، لیکن اگر زیادہ ہو تو پھر حرام، اور ابن حبیب نے تحزین کو تطریب کے ساتھ ملحق کیا ہے.

.... اس سے حاصل یہ ہوا کہ اذان میں آواز کو بہتر بنانا اور اچھا کرنا مستحب ہے، اور آواز بلند ہونی چاہیے، اور فظیع اور غلیظ آواز اور اگر زیادہ تطریب نہ ہو تو مکروہ وگرنہ حرام ہے.

دیکھیں: مواهب الجلیل لحطاب (1 / 437 ـ 438).

5 ـ شیخ محمد بن ابراہیم رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

اذان میں مطلوبہ مد سے زیادہ مد کرنا اور حروف کو کھینچنا نہیں چاہیے، کیونکہ اگر ایسا کرنے سے معنی بدل جائے تو اذان باطل ہو جاتی ہے مد والے حروف کو اگر مد لازم سے زیادہ مد دینا جائز نہیں، حتی کہ اگر حرکات کو زیادہ مد دے کر کھینچ دیا جائے اور اگر اس سے معنی بدل جائے تو یہ صحیح نہیں، اگر معنی نہ بدلے تو مکروہ ہے.

دیکھیں: فتاوی الشیخ محمد بن ابراہیم (2 / 125).

6 ـ شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں:

الملحن: لحن اور طرب کے ساتھ اذان کہنے والا شخص: یعنی جو شخص سر لگا کر اور گا کر اذان کہتا ہے وہ ایسے ہے گویا کہ وہ گانے کے الفاظ کھینچ رہا ہو یہ کفائت تو کر جائیگی لیکن مکروہ ہے.

الملحون: وہ ہے جس میں لحن کیا جائے، یعنی: عربی قواعد و ضوابط کی مخالفت کرنا، لیکن لحن کی دو قسمیں ہیں:

ایك ایسی قسم ہے جس کے ساتھ اذان صحیح نہیں، وہ یہ کہ جس کے ساتھ معنی تبدیل ہو جائے.

اور دوسری قسم کے ساتھ اذان صحیح ہے، لیکن یہ مکروہ ہے، اس کے ساتھ معنی نہیں بدلتا، مثلا اگر مؤذن یہ کہے: اللہ اکبار، تو یہ صحیح نہیں کیونکہ اس سے معنی بدل جاتا ہے، کیونکہ اکبار کبر کی جمع ہے، جس طرح اسباب سبب کی جمع اور یہ طبل ہے.

دیکھیں: الشرح الممتع (2 / 62 ـ 63).

واللہ اعلم .